عبادات پر اجرت لینے کا حکم

ڈاکٹر مولانامحمد عبدالعلی اچکزئی

پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ ،بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ

ارشادخداوندی ہے:

وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (۱)

''(حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا)اور مانگتا نہیں میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ بدلہ، میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر''۔

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کی زبانی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی دنیوی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العٰلمین کے ذمہ ہے۔نوح علیہ السلام کے علاوہ دیگر تمام انبیاء علیہم السلام نے بھی اپنی امتوں کے سامنے اس بات کو بیان کیا ہے کہ دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت کرنے پر ہم کوئی دنیوی اجر وبدلہ نہیں مانگتے ، بلکہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ہدایت پر مشتمل احکام تم کو پہنچائیں۔اس قسم کی آیات سے بعض فقہاء ومفسرین نے یہ استدلال کیا ہے کہ تعلیم وتبلیغ اور عبادت پر اجرت لینا درست نہیں ہے، جیسا کہ قاضی ثناء اللہؒ لکھتے ہیں:

فان اداء الرسالة طاعة لله تعالى فاجره عليه ، لايجوز اخذ الاجرة على الطاعة و الا لايكون الطاعة طاعة لله تعالى ولا يستحق الاجر من الله تعالى. (۲)

''فریضہ رسالت کی ادائیگی اللہ کی اطاعت ہے، اس لئے اس کا ثواب بھی اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے (اور اسی سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ) طاعت کی اجرت لینا جائز نہیں، ورنہ وہ طاعت اللہ کی اطاعت نہ ہوگی اور اللہ کے نزدیک مستحق اجر نہ ہوگی''۔

مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

دلت الآية على طلب الاجرة على التبليغ مانع من القبول والتسليم، ومن ههنا ذهب السلف الصالح الى تحريمه. (۳)

''یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تبلیغ پر اجرت لینا اس تبلیغ کے قبول اور تسلیم ہونے کے لئے رکاوٹ ہے، اور اسی وجہ سے علماء متقدمین اس کے حرام ہونے کے قائل ہیں''۔

طاعات پر اجرت کے عدم جواز کے بارے میں سورۃ البقرہ کی اس آیت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِیْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّ اِيَّایَ فَاتَّقُوْنِ (۴)

''اور میری آیتوں کو فروخت مت کرڈالو تھوڑی سی قیمت پر اور صرف مجھ ہی سے ڈرو''۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

وقد اختلف العلماء فى اخذ الاجرة على تعليم القرآن والعلم، لهذه الآية وماكان فى معناها، فمنع ذلك

الزهری و اصحاب الرای وقالوا: لا یجوز اخذ الاجرة علی تعلیم القرآن، لان تعلیمه واجب من الواجبات التی یحتاج فیها الی نیة التقرب والاخلاص، فلا یؤخذ علیها اجرة کالصلاۃ والصیام. (۵)

''مذکورہ آیت اوراس کے مثل دیگر آیتوں کی روشنی میں علماء کرام نے قرآن اورعلم کی تعلیم پر اجرت لینے میں اختلاف کیا ہے۔امام زہری اوراصحاب الرائے نے اسے منع کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم دینے پر اجرت لینا جائزنہیں ہے، کیونکہ اس کی تعلیم دیناواجب ہے، اور یہ ان واجبات میں سے ہے جس میں ثواب اوراخلاص کی نیت کا ہونا ضروری ہے، پس اس پر اجرت نہیں لیا جاسکتا، جیسا کہ نماز اور روزہ پر اجرت لینا جائزنہیں ہے''۔

احناف میں سے متقدمین علماءاور دوسرے بہت سے فقہاء کا یہی مسلک ہے جو ابھی بیان ہوا، جیسا کہ امرغینانی لکھتے ہیں:

ولا الاستیجار علی الاذان والحج وکذا الامامة وتعلیم القرآن والفقه والاصل ان کل طاعة یختص بها المسلم لایجوز الاستیجار علیه عندنا. (۶)

''اوراسی طرح اذان وحج پر اجارہ لینا جائزنہیں ہے، اوراسی طرح نماز کی امامت پر اورقرآن کی تعلیم پر اورفقہ کی تعلیم پر بھی اجارہ جائزنہیں ہے، اورقاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ ہراسی طاعت کہ اس کے ساتھ مسلمان مختص ہوں اس پر اجارہ لینا ہمارے نزدیک جائزنہیں ہے''۔

اسی طرح السید سابق لکھتے ہیں:

قالت الاحناف: الاجارة علی الطاعات کاستیجار شخص اخر لیصلی او یصوم او یحج عنه او یقرأ القرآن و یهدی ثواب الیه او یوذن او یؤم بالناس او ما اشبه ذلک لایجوز، ویحرم اخذ الاجرة علیه(۷)

''احناف کہتے ہیں کہ طاعت پر اجرت لینا، جیسا کہ ایک شخص دوسرے سے اس پر اجرت لے کہ وہ اس کے لئے نماز پڑھے گا، یا روزہ رکھے گا، یا حج ادا کرے گا، یا قرآن پڑھے گا اوراس کا ثواب اسے بخش دے گا، یا اجرت پر آذان دے، یا لوگوں کو اجرت پر نماز پڑھائیں اوراس کے مثل دیگر عبادات پر اجرت لینا حرام ہے''۔

احناف درج ذیل احادیث سے بھی استدلال کرتے ہیں:

۱۔اقرا والقرآن واعملوا به ولا تجفؤ عنه ولا تغلوا فیه ولا تاکلوا به ولا تستکثرو به(۸)

''قرآن مجید کی تلاوت کرو، اس پر عمل کرو، نہ اس میں زیادتی کرواورنہ ہی اس پر ظلم کرو، اورنہ ہی اس کے ذریعے کوئی کمائی حاصل کرو، اورنہ ہی اس کے ذریعے اپنی اپنی آمدنی میں اضافہ کرو''۔

۲. عن عثمان بن ابی العاصؓ قال ان من اخر ما عهد الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اتخذ مؤذنًا لا یاخذ علی اذانه اجراً (۹) ۔

''حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے آخری وصیت یہ کی تھی کہ ایسا موذن مقرر کروں جو اپنی

اذان پر اجرت نہ لے"۔

لیکن جمہور فقہاء اور متاخرین علماء احناف نے تعلیم قرآن وفقہ، اذان واقامت اور امامت اور اسی طرح طاعات الٰہی کی بعض صورتوں میں اجرت کو لینا جائز قرار دیا ہے، جیسا کہ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

واجاز اخذ الاجرة علی تعلیم القرآن مالک والشافعی واحمد وابو ثور واکثر العلماء (۱۰)

"امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ابوثور اور اکثر علماء نے تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز قرار دیا ہے"۔

اسی طرح عبدالرحمٰن الجزیری شافعیہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انہ یصح الاجارة علی الامامة ... وتصح الاجارة علی الحج... ومنها: انہ تصح الاجارة علی کل مسنون کالاذان والاقامة وعلی ذکر اللہ تعالی کالتھلیل (العتاقة) اذا کان فیھا کلفة یستحق علیھا الاجر. (۱۱)

"امامت کی اجرت درست ہے ....حج کے لئے اجارہ درست ہے....ایک بات یہ ہے کہ ہر امر مسنون کی انجام دہی کی اجرت درست ہے، جیسے اذان، اقامت، ذکر اذکار، کلمہ طیبہ وغیرہ کا ورد جسے عتاقہ (مشکل سے نجات دلانے والے اعمال) کہتے ہیں، اگر اس میں محنت کرنا پڑے تو اس پر اجرت کا حق پہنچتا ہے"

جمہور علماء اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جسے امام بخاری نے روایت کی ہے کہ کچھ صحابہ کرامؓ ایک بستی سے گزرے جہاں کسی شخص کو بچھو نے کاٹ لیا تھا، پس اس بستی کا ایک آدمی ان صحابہ کرامؓ کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا ان میں کوئی دم کرنے والا ہے، کیونکہ بستی میں ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا ہے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ایک اس کے ساتھ گیا اور اس نے اجرت کے بدلے اس شخص پر سورت فاتحہ کا دم کیا، تو وہ ٹھیک ہو گیا، وہ شخص اجرت لے کر صحابہ کرامؓ کے پاس پہنچا، تو انہوں نے اسے ناپسند کیا اور کہا کہ تم نے اللہ تعالی کی کتاب پر اجرت لی ہے، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مدینہ منورہ واپس پہنچے، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ فلاں شخص نے اللہ تعالی کی کتاب کی اجرت لی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"انّ احق ما أخذ تم علیہ اجرًا کتاب اللہ." (۱۲)

"جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو، ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہی ہے"۔

متاخرین فقہاء احناف کا مسلک مفتی محمد شفیع نے بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"لیکن متاخرین حنفیہ نے بھی جب ان حالات کا مشاہدہ کیا کہ معلمین قرآن مجید کو اسلامی بیت المال سے گذارہ (الاؤنس) ملا کرتا تھا، اب ہر جگہ اسلامی نظام میں فتور کے سبب ان معلمین کو عمومًا کچھ نہیں ملتا، یہ اگر اپنے معاش کے لئے محنت مزدوری یا تجارت وغیرہ میں لگ جائیں تو بچوں کو تعلیم قرآن کا سلسلہ یکسر بند ہو جائے گا، کیونکہ وہ دن بھر کا مشغلہ چاہتا ہے، اس لئے تعلیم قرآن پر تنخواہ لینے کو بضرورت جائز قرار دیا...فقہاء نے ایسی ہی دوسرے وظائف جن پر تعلیم قرآن کی طرح دین کی بقا موقوف ہے، مثلاً امامت واذان اور تعلیم حدیث

وفقہ وغیرہ کو تعلیم قرآن کے ساتھ ملحق کر کے ان کی بھی اجازت دی''.(۱۳)

فقیہ ابو اللیث تعلیم کی مختلف اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فاذا التعليم على ثلاثة اوجه: احدها ان يعلم للحسبة ولا ياخذ له عوضا، والثانى ان يعلم بالاجرة والثالث ان يعلم بغير شرط اهدى اليه قبل، فاما اذا علم للحسبة فهو ما جور فيه وعمله عمل الانبياء عليهم السلام واما اذا علم بالاجرة فقد اختلف الناس فيه قالاصحابنا المتقدمون لايجوز له اخذ الاجرة لان النبى عليه السلام قال (بلغوا عنى ولو اية، (۱۴) ....

وقال جماعة من العلماء المتاخرين انه يجوز... والوجه الثالث انه ان علم بغير شرط واهدى اليه به قبل الهدية فانه يجوز فى قولهم جميعا. (۱۵)

''تعلیم دینے کی تین صورتیں ہیں، ایک یہ کہ یہ ثواب کی نیت سے ہو اور اس تعلیم پر معاوضہ نہ لیا جائے، دوسری یہ کہ معاوضے پر تعلیم دی جائے، اور تیسری صورت یہ کہ بغیر کسی شرط کے تعلیم دی جائے، اگر اُسے ہدیہ دیا جائے تو قبول کرے، پس پہلی صورت پر اسے ثواب ملے گا، اور یہ انبیاء علیہم السلام کا عمل ہے، اور (دوسری صورت یعنی یہ کہ) اگر اجرت پر تعلیم دی جائے تو اس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے، ہمارے متقدمین علماء کے نزدیک یہ جائز نہیں ہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک ہی آیت ہو'' اور متاخرین علماء میں سے ایک جماعت نے اس کو جائز قرار دیا ہے... اور تیسری صورت یعنی یہ کہ بغیر شرط کے تعلیم دی جائے اگر اسے ہدیہ دیا جائے تو قبول کرے، تو یہ صورت تمام فقہاء کے نزدیک جائز ہے''.

شاہ عبدالعزیز نے اس کی پانچ صورتیں بیان کی ہیں جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ جو قرآن شریف پڑھے اس کا ثواب کچھ روپے کے عوض کسی کے ہاتھ فروخت کرے، اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ صورت محض باطل ہے.

۲۔ دوسری صورت یہ کہ کسی شخص کو قرآن شریف ختم کرنے کے لئے اجرت پر مقرر کریں اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ختم کا ثواب اجرت دینے والے کو پہنچے، یہ صورت حنفی مذہب میں جائز نہیں...

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص خالصتاً للہ اپنے پڑھے ہوئے کا ثواب کسی دوسرے کو بخش دے یا اس دوسرے شخص کو ثواب پہنچانے کی غرض سے پڑھے، اور عوض لینے کا خیال اس کے دل میں بالکل نہ گذرے، اور وہ دوسرا آدمی اس کے عوض میں، بعد پڑھنے کے یا درمیان میں اسے کچھ دے دے، یا اور کوئی احسان اس کے ساتھ کرے، یہ صورت بلاشبہ جائز ہے.

۴۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ کسی شخص کی یہ خواہش ہے کہ علم دین حاصل کرے یا قرآن شریف یاد کرے یا کسی دوسری عبادت میں مشغول ہو لیکن وہ تنگدست ہو، اب کوئی مالدار شخص اس کی بسر اوقات کا ذمہ دار ہو جائے، تو اس کی ہر عبادت پر دونوں شخص کو کامل اجر حاصل ہوگا.

۵۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ کوئی شخص قرآن شریف پڑھے، اور اس کی نیت عبادت کی نہ ہو، بلکہ صرف اس خیال سے پڑھے کہ قرآن شریف پڑھنا مباح ہے اور اس پر اجرت لے، مثلاً: دم کرے یا لکھ کر تعویذ دے یا قرآن شریف کی بعض سورتوں کو اس غرض سے پڑھے کہ کوئی خاص دینوی مطلب حاصل ہو یا قبر کا عذاب نہ ہو یا خوش الحانی کے ساتھ پڑھے، اس غرض سے کہ زندہ یا مردہ کو سرور ہو یہ بھی بلا کراہت جائز ہے۔(۱۶)

مذکورہ بالا عبارات اور فقہاء کے منصوص دلائل کی بنیاد پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عبادات اور تعلیم قرآن سے متعلق انہی امور میں اجرت درست ہوگی جو ایک طرف تو ایسی ضرورت ہو کہ اس کو نظر انداز کردینے سے دین کی بڑی مصلحتوں کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہو، دوسری طرف وہ کام خود ایسا ہو کہ اس کے لئے مستقل وقت کی ضرورت درکار ہو، اور تیسری بات یہ کہ جو علماء و معلمین ان امور سے وابستہ ہوں وہ ضرورت مند ہوں اور اجرت سے مستغنی نہ ہوں۔ لیکن اجرت لے کر مردوں کو ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن کرنا یا کوئی دوسرا وظیفہ پڑھنا، یا تراویح میں اجرت پر قرآن کی تلاوت کرنا یا سر رہگزر سوال کرنے کی غرض سے قرآن پڑھنے بیٹھ جانا حرام ہے، کیونکہ ایسے امور پر نہ تو دین کی بقاء موقوف ہے اور نہ ہی دین کا نظام مختل ہوتا ہے، اس لئے ان کاموں پر اجرت لینا بہر حال درست نہیں ہے، جیسا کہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ثم الظاهر ان ذلک اذا لم تکن باجرة اما اذا کانت بها کما يفعله اکثر الناس اليوم فانهم يعطون حفظة القرآن اجرة ليقرؤ ولموتاهم فيقرؤن لتلک الاجرة فلايصل ثوابها. (۱۷)

''پس ظاہر بات ہے کہ (قرآن پڑھنے یا تعلیم دینے پر ثواب اس وقت ملتا ہے) جب یہ اجرت پر نہ ہو، اور اگر یہ اجرت پر ہو، جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کرتے ہیں کہ وہ حفاظ قرآن کو اس لئے اجرت دیتے ہیں کہ وہ ان کے مردوں کے لئے قرآن پڑھیں، پس وہ اس اجرت کی خاطر قرآن پڑھتے ہیں، تو اس پڑھنے کا ثواب انہیں نہیں پہنچتا''۔

حوالہ جات

(۱) سورۃ الشعراء، ۲۶:۱۵۹

(۲) قاضی ثناء اللہ، تفسیر مظہری، دہلی، دائرہ اشاعت العلوم لندوۃ المصنفین۔ ۷:۲۳

(۳) مفتی محمد شفیع، احکام القرآن، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۴۱۸ھ، ۳:۸

(۴) سورۃ البقرہ، ۲:۴۱

(۵) امام قرطبی، ابی عبداللہ محمد بن احمد الانصاری، الجامع لاحکام القرآن، قاہرہ، دارالکاتب العربی للطباعة والنشر، ۱۹۶۷ء، ۱:۳۳۵۔

(۶) المرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل، الھدایہ، مطبع مجتبائی، ۱۳۷۵ھ، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ۳:۲۸۷

(۷) السید سابق، فقہ السنۃ، پشاور، دارالکتب، باب الاجارۃ، ۳:۱۸۶

(۸) مسند احمد بن حنبل، بیروت، دار الفکر، ۳: ۴۴۴

(۹) سنن ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ ان یاخذ (المؤذن) علی الاذان اجرا، حدیث نمبر ۲۰۹، مزید تفصیلی دلائل کے لئے ملاحظہ ہو:

محمد بن عبد الواحد، ابن الهمام، شرح فتح القدير، كوئٹه، مكتبه رشيديه، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ۸: ۳۹، ۴۱.

السيد سابق، فقه السنة، باب الاجارة، ۳: ۱۸۶، ۱۸۷

(۱۰) القرطبی، الجامع لاحكام القرآن، ۱: ۳۳۵

(۱۱) عبد الرحمٰن الجزیری، کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ، بیروت، دار الفکر، ۱۹۷۲م، مباحث الاجارۃ، ۳: ۱۴۰، ۱۴۱

(۱۲) الصحیح البخاری، کتاب الطب، باب الشرط فی الرقیۃ بقطیع من الغنم، حدیث نمبر ۵۷۳۸۔ نیز مزید تفصیلی دلائل کے لئے ملاحظہ ہو:

الجزیری، کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ، مباحث الاجارۃ، ۳: ۱۲۷۔ ۱۴۵۔ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۱: ۳۳۵۔ ۳۳۷۔

السید سابق، فقہ السنۃ، بحث الاجارۃ، ۳: ۱۸۷، ۱۸۸

(۱۳) مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، کراچی، دائرۃ المعارف، ۱: ۲۰۷، ۲۰۸ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو،

سید محمد امین آفندی، الشہیر بابن عابدین، رسائل ابن عابدین، لاہور، سہیل اکیڈمی، ۱۹۷۳ء، الرسالۃ السابعۃ، ۱: ۱۵۷ و مابعدھا۔

(۱۴) سنن دارمی، باب البلاغ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتعلیم السنن، حدیث نمبر ۵۴۸

(۱۵) شیخ نصر بن محمد بن ابراھیم السمرقندی، الشہیر بفقیہ ابواللیث، بستان العارفین علی ھامش تنبیہ الغافلین، مصر، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، الباب السابع عشر فی فضل تعلیم القرآن، ص: ۲۸، ۲۹۔ مزید ملاحظہ ہو!

امام بدر الدین محمد بن عبد اللہ الزرکشی، البرھان فی علوم القرآن، بیروت، دار الفکر، بار اول، ۱۹۸۸ء النوع الثلاثون، فصل فی تعلیم القرآن، ۱: ۵۴۰

(۱۶) حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی، فتاویٰ عزیزی، دہلی، ۱: ۸۔ ۱۰

(۱۷) شہاب الدین سید محمود آلوسی، تفسیر روح المعانی، بیروت، احیاء التراث العربی، بار چہارم، ۱۴۰۵ھ۔ ۲۷: ۶۷

☆☆☆☆☆

خلوص دل بھی ہو زاہد ہر ایک سجدے میں
جبیں جھکی، نہ جھکا دل تو بندگی کیا ہے۔